AFAQ SUN SERIES

Based on National Curriculum 2022

STORYLINE TRANSLATION

English

GRADE 6



NSS English 6

باب ا: سیرت النبی ﷺ

اللہ تعالیٰ نے اس دنیا میں بہت سے رسول اور انبیاء بھیجے لیکن حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے آخری رسول اور نبی ہیں۔ آپ ﷺ ایک عظیم معلم اور مصلح تھے۔ آپ ﷺ کا کردار اور شخصیت پوری انسانیت کے لیے بہترین نمونہ کی حیثیت رکھتی ہے۔ آپ ﷺ نے اپنی پوری زندگی ایمانداری، سچائی، بہادری اور اعلیٰ اخلاق سے گزار کر لوگوں کے لیے ایک عملی نمونہ پیش کیا ۔ آپ ﷺ ہمیشہ اپنے معاملات میں منصف اور دیانت دار تھے۔ وحی کے نزول سے قبل، آپ (ﷺ) صادق اور امین کے نام سے عرب کے معاشرے میں مشہور تھے۔

جوانی میں، آپ ﷺ ایک کامیاب ایماندار تاجر تھے۔ آپ ﷺ کی ایمانداری اور انصاف پسندی سے متاثر ہو کر حضرت خدیجہ (رضی اللہ تعالی عنہا) نے آپ ﷺ سے درخواست کی کہ وہ ان کا سامان تجارت کو لیکر شام جائیں۔ ان کا غلام میسرہ شام کے تجارتی سفر میں آپ ﷺ کے ساتھ تھا۔ اس نے سفر کے دوران آپ ﷺ کی دیانت کا مشاہدہ کیا اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو اس کے بارے میں بتایا۔

خانہ کعبہ کی تعمیر کے دوران حجر اسود کو اس کی جگہ پر رکھنے پر قبائل کے درمیان جھگڑا ہو گیا۔ ہر قبیلہ حجر اسود کو نصب کرنے کا اعزاز حاصل کرنا چاہتا تھا۔ آخر کار ایک بوڑھے شخص نے مشورہ دیا کہ کل بیت اللہ میں داخل ہونے والا پہلا آدمی اس تنازعہ کا فیصلہ کرے گا۔ سب کو بوڑھے کی رائے پسند آئی۔ اگلے دن حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سب سے پہلے بیت اللہ میں داخل ہوئے۔ جب لوگوں نے آپ ﷺ دیکھا تو کہنے لگے: "وہ امانت دار ہیں۔ ہم ان سے خوش ہیں" . حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک چادر منگوائی اور اس پر حجر اسود رکھ دیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر قبیلے کے سردار سے کہا کہ وہ چادر کا ایک کونا پکڑ کر حجر اسود کی تنصیب کی جگہ لے جائے۔ اس طرح تمام قبائل خوش ہو گئے۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ایک بردبار رہنما تھے جن کی عفو و درگزر سے آپ ﷺ کے دشمنوں اور دوستوں دونوں کو فائدہ پہنچا۔ فتح مکہ کے دن آپ ﷺ کی رحمدلانہ فطرت اس وقت ظاہر ہوئی جب آپ ﷺ ایک فاتح کے طور پر شہر میں داخل ہوئے اور اپنے بدترین دشمنوں کو معاف کر دیا۔ یہاں تک کہ ابو سفیان جو اسلام کے بدترین دشمن تھے کو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے معاف کر دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی اعلان فرمایا کہ جو شخص ابو سفیان کے گھر میں داخل ہو گا وہ محفوظ رہے گا اور جو

اپنے ہتھیار ڈال کر اپنے گھر میں داخل ہو گا اور دروازہ بند کر لے گا وہ محفوظ رہے گا، اور جو شخص مسجد الحرام میں داخل ہو گا وہ بھی سلامتی میں رہے گا۔" (صحیح مسلم 4624)

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے: (پس اللہ کی رحمت سے (اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپ نے نرمی کی۔ اور اگر آپ تند خو اور دل کے سخت ہوتے تو وہ آپ سے دور ہو جاتے۔" (آل عمران:159)۔

ایک عظیم رہنما ہونے کے باوجود آپ (ﷺ) اہم معاملات میں اپنے ساتھیوں سے مشورہ کیا کرتے تھے۔ آپ ﷺ اپنے ساتھیوں کی بات توجہ سے سنتے اور ان کے اچھے کاموں کی تعریف کرتے۔ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہمیشہ اپنے صحابہ کے نہایت شفقت اور فیاضی سے پیش آتے تھے۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے صحابہ کو دکھ و تکلیف کے وقت تسلی دیتے، ان کی عیادت کے لیے ان کے پاس تشریف لے جاتے اور انہیں اچھے اخلاق کی تعلیم دیتے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم عیش و عشرت کی زندگی گزارنے کے عادی نہیں تھے۔ آپ (ﷺ) اپنے ہاتھ سے کام کرنا پسند کرتے تھے حتی کہ آپ ﷺ نے دوسرے مزدور صحابہ کی طرح مسجد نبوی کی تعمیر میں حصہ لیا۔ آپ ﷺ کے ایک ساتھی نے بیان کیا کہ "غزوہ خندق میں انہوں نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو خندق کی کھدائی سے نکلنے والی مٹی کو اٹھاتے ہوئے دیکھا اور گرد سے آپ کا سینہ اٹا ہوا تھا۔"

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہ صرف ایک عظیم رہنما تھے بلکہ ایک کامل گھریلو انسان بھی تھے۔ آپ ﷺ نے اپنی بیٹیوں کی پرورش اور تعلیم و تربیت کا انتظام کیا۔ ان کی شادی متقی مردوں سے ہوئی۔ ان کی شادی کے بعد بھی حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنی بیٹیوں سے محبت کے اظہار کے طور پر ان سے ملاقات کے لیے ان کے گھر جایا کرتے تھے۔ آپ (ﷺ) اپنے نواسوں سے بھی بہت پیار کرتے تھے۔

ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کھانے پر بلایا گیا۔ جب آپ ﷺ اپنے صحابہ کے ساتھ چل رہے تھے تو آپ ﷺ نے اپنے چھوٹے نواسے حضرت حسین (رضی اللہ عنہ) کو وادی میں کھیلتے دیکھا۔ آپ ﷺ انہیں پکڑنے کے لیے آگے بڑھے لیکن وہ بھاگ گئے۔ چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) ان کے پیچھے بھاگنے لگے یہاں تک کہ آپ ﷺ نے انہیں پکڑ لیا۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے ایک ہاتھ حضرت حسین (رضی اللہ عنہ) کی گودی پر رکھا، دوسرا ہاتھ ان کی ٹھوڑی کے نیچے رکھا اور ان کا بوسہ لیا۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر فرمایا: "حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں. اللہ اس شخص سے محبت کرے جو حسین سے محبت کرتا ہے۔" (ابن ماجہ 144)

آپ (ﷺ) اپنی زوجات کا احترام اور خیال رکھنے والے شوہر تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی زوجہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے بہت پیار کرتے تھے۔ ایک دفعہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت خدیجہ سے اتنی محبت کیوں کرتے ہیں؟ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ "وہ مجھ پر اس وقت ایمان لائیں جب کوئی ایمان نہیں لایا تھا،

انہوں نے اسلام قبول کیا جب لوگوں نے مجھے جھٹلایا اور انہوں نے میری مدد کی اور تسلی دی، جب میری مدد کرنے والا کوئی نہیں تھا۔ (مسند احمد 24864) حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم زندگی کے ہر شعبے میں اپنے پیروکاروں کے لیے نمونہ عمل ہیں۔

باب ۲: عید الفطر

روزہ اسلام کے پانچ ارکان میں سے ہے۔ مسلمان رمضان کے مہینے میں روزے رکھتے ہیں۔ رمضان المبارک کا اختتام عید الفطر کی آمد کا اعلان کرتا ہے، جو اللہ کی طرف سے اپنے بندوں کے لیے ایک تحفہ اور بے پایاں انعام ہے۔ عید الفطر مسلمانوں کے سب سے بڑے تہواروں میں سے ایک ہے۔ یہ مسلمانوں کے درمیان بھائی چارے اور اتحاد کو فروغ دیتا ہے۔ اس دن، مسلمان رمضان کے مہینے میں کیے گئے تمام نیک اعمال پر خوش ہوتے ہیں۔

عید الفطر شوال کی پہلی تاریخ کو منائی جاتی ہے۔ مختلف شہروں، ممالک اور مقامات سے مسلمان اپنے پیاروں کے ساتھ عید منانے کے لیے اپنے آبائی علاقوں کا سفر کرتے ہیں۔ مسلمان مرد نئے کپڑے پہن کر عید کی نماز کے لیے مساجد اور کھلی جگہوں پر جمع ہوتے ہیں۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کرتے ہوئے نماز پڑھنے کے لیے ایک راستے سے جاتے ہیں اور دوسرے راستے سے واپس آتے ہیں۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عید کے دن حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم (عید کی نماز پڑھ کر) اس راستے کے بجائے ایک مختلف راستے سے لوٹتے تھے جس سے آپ (ﷺ) جاتے تھے۔ (صحیح البخاری 986)

عید کی نماز کے بعد فطرانہ لازمی صدقہ کے طور پر غریبوں میں تقسیم کرتے ہیں۔ فطرانہ تمام مسلمانوں پر فرض ہے اور یہ عید کی خریداری کے لیے غریبوں کو ادا کیا جائے۔ بچے اپنی عیدی اپنے والدین اور اپنے خاندان اور محلے کے بزرگوں سے حاصل کرتے ہیں۔ خواتین اور لڑکیاں اپنے ہاتھوں کو مہندی سے سجاتی ہیں اور نئے رنگ برنگے زرق برق کپڑے پہنتی ہیں۔ وہ اپنے مہمانوں کی تواضع ایسے مزیدار پکوانوں سے کرتی ہیں کہ مہمانوں کے منہ میں پانی آ جاتا ہے۔

گھر پر لذیذ دعوتوں کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ میٹھے پکوان عید الفطر کی کا خاصہ ہیں۔ کباب، پلاؤ، بریانی کڑاہی اور دیگر لذیذ پکوان عید کا ذائقہ دوبالا کرتے ہیں۔ اس حقیقت کے علاوہ کہ عید الفطر مسلمانوں کے لیے ایک انعام ہے، یہ تہوار زندگی کے بہت سے شعبوں میں خاص طور پر سماجی تناظر میں بڑی اہمیت کا حامل ہے۔

مسلمان صبر سیکھتے ہیں اور رمضان کے مہینے میں بھوک، پیاس اور مشقت کو برداشت کرتے ہیں۔ وہ اپنے خالق کے قریب ہو جاتے ہیں اور پھر عید الفطر کو ایک مبارک تہوار کے طور پر مناتے ہیں۔ یہ ان تمام لوگوں کے لیے زبردست سماجی اجتماع فراہم کرتا ہے جو سال بھر ایک دوسرے سے نہیں ملتے، اس تہوار کی بدولت ایک دوسرے ملتے ہیں۔

مسلمان عیدی کے طور پر تحائف کا تبادلہ کرتے ہیں جو محبت اور خوشی کے اشتراک کی علامت ہے۔ یہ بالآخر لوگوں کو ایک دوسرے کے قریب لاتا ہے اور اس طرح ان میں ایک دوسرے کے لیے محبت و پیار کے جذبات پیدا کرنے کا سبب بنتا ہے۔

اس دن مسلمان اپنے تمام تنازعات کو ایک طرف رکھ دیتے ہیں اور ایک دوسرے کو پیار اور خوشی سے مبارکباد دیتے ہیں۔ ہمیں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیے کہ اس نے ہمیں رمضان المبارک سے نوازا اور نیک اعمال کرنے کا موقع فراہم کیا۔ ہمیں اس کا شکر بھی ادا

کرنا چاہیے کہ اس نے ہمیں زکوٰۃ، فطرانہ، نقدی اور قیمتی سامان صدقہ کر کے دوسروں کی مدد کرنے کے قابل بنایا۔ ہمیں چاہیے کہ ہم اس تہوار سے زیادہ سے زیادہ لطف اندوز ہوں اور نیک اعمال کر کے اپنے آپ کو اللہ کی نعمتوں کا مستحق بنائیں۔

باب ۲: بوندا باندی کا ہونا

جب بارش سے قبل بوندا باندی شروع ہوتی ہے تو زمین سے مٹی کی خوشبو سے معطر ہو جاتی ہے۔

اور ابابیلیں اپنی سریلی آوازیں نکالتے ہوئے تیزی سے ادھر ادھر چکر لگاتی ہیں۔

اور مینڈک رات کی تاریکی میں جوہڑوں میں تراتا ہے۔

اور جنگلی بیر کا درخت سے جھوم رہا ہوتا ہے

دوسری طرفِ رابن کے گھر کو آگ لگ جاتی ہے۔

اور آگ خاموشی سے گھر کے باہر لکڑی کی باڑ کو خاموشی سے بھسم کر دیتی ہے

قدرت کی اور انسان کی اس جنگ کا کسی کو علم بھی نہیں ہو پاتا،

جب تک سب کچھ جل کر بھسم نہیں ہو جاتا کسی کو اس تباہی کی فکر لاحق نہیں ہوتی،

جنگل کے پرندے اور جانوروں کو بھی انسان کی اس تباہی پر کوئی اعتراض نہیں ہوتا،

خواہ ساری انسانیت ہی مکمل طور پر نیست و نابود ہو جائے

یہاں تک کہ جب موسم بہار آئے گا تو اسے بھی اس وقت تک اس تباہی کا علم نہیں ہو پائے گا۔

شاعر: ایس ٹیس ڈیل

نوٹ: شاعر اس نظم میں انسان اور فطرت کے مابین خاموش جنگ کی طرف نشاندہی کرتا ہے۔ فطرت کی جیت حتمی ہوتی ہے۔ انسان اپنی ٹیکنالوجی سمیت ہار جاتا ہے۔ رابن کے گھر کو آگ لگ جاتی ہے جبکہ قدرت کا بنایا ہوا درخت تیز ہوا میں میں صحیح سلامت کھڑا رہتا ہے۔ انسان کی اس تباہی پر کوئی پرندہ اور جانور اعتراض نہیں کرتا۔

باب ۴: شہدائے پاکستان

ہماری مسلح افواج میں بہادر سپاہیوں اور افسروں کی کمی نہیں جو اپنے ملک کے لیے اپنی جانیں قربان کرنے کے لیے ہمہ وقت تیار رہتے ہیں۔ ان میں سے کچھ نے بہادری کے اعلیٰ ترین مثالیں قائم کیں اور ان کو نشانِ حیدر سے نوازا گیا، جو پاکستان کا سب سے بڑا فوجی اعزاز ہے۔ 1947 میں نافذ کیے گئے اس اعزاز کا مقصد ان فوجی اہلکاروں کو خراج تحسین پیش کرنا ہے جو انتہائی خطرناک حالات میں بہادری سے کام لیتے ہیں اور اپنے ملک کے لیے اپنی جانیں قربان کرتے ہیں۔

''حیدر'' اسلام کے چوتھے خلیفہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا لقب تھا۔ یہ اعزاز اسلام کے سب سے بڑے خادموں میں سے ایک کی یاد کو خراج تحسین پیش کرتا ہے جنہیں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ''خدا کا شیر'' کہا تھا۔ نشان حیدر صرف 11 مرتبہ ہماری مسلح افواج کے شہداء کو دیا گیا ہے۔

یہاں ہم دو بہادر فوجی افسروں کے بارے میں پڑھیں گے جنہوں نے اپنی عظیم بہادری پر نشان حیدر حاصل کیا۔

کیپٹن محمد سرور شہید

کیپٹن راجہ محمد سرور کا تعلق پنجاب رجمنٹ سے تھا۔ جولائی، 1948 میں، وہ کشمیر میں اُڑی سیکٹر میں کمپنی کمانڈر کے طور پر خدمات انجام دے رہے تھے۔ ہندوستانی فوج 27 اکتوبر 1947 کو سری نگر میں اتری اور اس کے بعد اس نے اُڑی تک پیش قدمی کی۔ دشمن کا باقی ماندہ کشمیر پر قبضہ کرنے کا منصوبہ تھا۔

اُڑی سیکٹر میں کمانڈنگ آفیسر نے ایک رضاکار کو کی خواہش کا اظہار کیا جو دشمن کے ٹینکوں اور توپوں کو 'سرپرائز اٹیک' کے ذریعے خاموش کرا سکے۔ کیپٹن سرور نے رضاکارانہ طور پر اس حملے کی قیادت کی۔ آگے سے قیادت کرتے ہوئے انہوں نے دشمن کی مضبوط چوکیوں پر حملہ کیا اور دشمن کی شدید گولہ باری کے باوجود پیش قدمی جاری رکھی۔ انہوں نے دشمن کو بھاری جانی نقصان پہنچایا اور پیش قدمی کرتے ہوئے اہم پوسٹ پر قبضہ کر لیا۔ 27 جولائی 1948 کی رات 300 بجے وہ دشمن پر مزید پیش قدمی کر رہے تھے کہ وہ دشمن کی گولیوں کی براہ راست بوچھاڑ کی زد میں آ گئے اور جام شہادت نوش کر لیا۔

ان کی بہادری اور بہادری کے اعتراف میں انہیں پہلے نشان حیدر سے نوازا گیا۔

میجر راجہ عزیز بھٹی شہید

میجر راجہ عزیز بھٹی 1928 میں ہانگ کانگ میں پیدا ہوئے۔ ان کا خاندان 1947 میں آزادی سے قبل پاکستان منتقل ہوا اور کھاریاں، گجرات کے ایک گاؤں میں آباد ہو گیا۔ انہوں نے 1950 میں پاکستان آرمی میں شمولیت اختیار کی اور پنجاب رجمنٹ میں کمیشن حاصل کیا۔

وہ اپنے پورے کیریئر میں ایک بہترین فوجی افسر تھے اور اپنی کلاس میں نمایاں رہے۔ وہ اپنے بیچ کے 300 افسران میں سے اعزازی شمشیر (Sword of Honor) حاصل کرنے والے پہلے شخص تھے۔ 1965 میں جب بھارت نے پاکستان پر حملہ کیا تو وہ لاہور سیکٹر کے سرحدی علاقے برکی میں کمانڈنگ آفیسر تھے۔ وہ اپنے ملک و قوم کو دشمنوں کے توپ خانے اور ٹینکوں کے مسلسل حملوں سے بچانے کے لیے اپنی پلاٹون کے ساتھ پانچ دن اور رات برسرپیکار رہے۔ اس پورے عرصے میں، انہوں نے اپنے جوانوں کو دوبارہ منظم کیا اور بندوق برداروں کو دشمن کی پوزیشنوں پر گولہ باری کرنے کی ہدایت جاری رکھی۔ دشمن کی ہر حرکت پر نظر رکھنے کے لیے انہوں نے اپنے آپ کو ایک بلند پوسٹ پر رکھا۔ ان کے سپاہیوں نے انہیں ہندوستانی گولیوں کی زد میں آنے کے بعد وہاں سے چلے جانے کا مشورہ دیا لیکن انہوں نے ان کی وارننگ کو نظر انداز کر دیا۔

10 ستمبر کو جب وہ اپنی ٹیم کو ہدایت دے رہے اور دشمن کی کا جائزہ لے رہے تھے کہ دوران اچانک ان کی طرف دشمن کے ٹینک کے گولا آیا اور وہ موقع پر ہی جام شہادت نوش کر گئے۔ ان کی شہادت سے پہلے انہیں آرام کرنے کے لیے کہا گیا تھا۔ انہوں نے جواب دیا، "مجھے آرام کا نہ کہو۔ میں اپنے خون کا آخری قطرہ وطن عزیز کے لیے بہادوں گا۔ انہیں ان کے گاؤں میں سپرد خاک کیا گیا۔ انہیں ان کی بہادری اور مثالی جرات کے لیے نشان حیدر سے بھی نوازا گیا۔

باب ۵: دوسروں کو ان کی ظاہری شکل سے کبھی نہ پرکھیں۔

سارہ کو اسکول جانے میں دیر ہو رہی تھی۔ مس صائمہ کلاس میں داخل ہوتے ہی حاضری لگا رہی تھیں۔ سارہ نے اندر آنے کی اجازت مانگی۔ ٹیچر نے اسے گھور کر دیکھا اور پھر اسے اندر آنے کی اجازت دی۔ سارہ نے مس صائمہ سے دیر سے آنے پر معذرت کی اور پھر اپنی نشست بیٹھنے کے لیے اگلی قطار میں چلی گئی۔ اوہو! وہاں کوئی اور لڑکی بیٹھی تھی۔ اس کی نشست پر بیٹھی لڑکی اسکول میں نئی تھی جس کا نام زرکا تھا۔ "اوہ، یہ میری نشست ہے،" اس نے بلند آواز میں کہا . مس صائمہ نے اسے کہیں اور بیٹھنے کو کہا۔ "اُف!" پچھلی قطاروں کی طرف جاتے ہوئے وہ ناراضگی سے بڑبڑائی۔

سارہ کلاس کے دوران مسلسل زرکا کو جھانک جھانک کر دیکھ رہی تھیں۔ زرکا میں کچھ غیر معمولی بات تھی۔ گھنٹی بجی اور استانی جی کلاس سے باہر چلی گئیں۔ زرکا اب سب کی توجہ کا مرکز تھی۔ اس کی عمر تقریباً 12 سال تھی۔ وہ عام قد کاٹ کی تھی لیکن پولیو کی وجہ سے اس کے مرجھائے ہوئے بائیں بازو اسے دوسروں سے مختلف کر رہے تھے۔ اس پر مستزاد یہ کہ اس کے بازو کی نقل و حرکت محدود تھی اور وہ بہت عجیب بھی دکھائی دیتے تھے۔

چند لڑکیاں ہنس رہی تھیں اور اس کی معذوری کا مذاق اڑا رہی تھیں۔ اُنہوں نے اُس کا نام پکارا اور اُس کا جتنا ہو سکتا تھا مذاق اُڑایا۔ سارہ کو ان کا یہ رویہ بہت عجیب لگ رہا تھا۔ وہ اپنی نشست سے اٹھ کھڑی ہوئی اور زرکا سے شائستگی سے اپنا تعارف کروایا، اسے آرام دہ پرسکون رکھنے کی کوشش کی۔

اتنے میں سائنس ٹیچر کلاس میں داخل ہو گئی اور سب خاموش ہو گئے۔ ٹیچر نے زرکا کو پوری کلاس سے متعارف کروایا۔ انہوں نے لڑکیوں کو بتایا کہ زرکا کو جسمانی معذوری ہے لیکن وہ سمجھ بوجھ میں دوسروں سے مختلف نہیں ہے۔ انہوں نے انہیں بتایا کہ وہ اس کا مذاق اڑانا بند کریں اور ان کاموں میں اس کی مدد کریں جو وہ اپنی جسمانی معذوری کی وجہ سے نہیں کر سکتی ہے۔

"آہ، اب مجھے سمجھ آئی۔ مجھے زرکا کے ساتھ دوستی کرنی چاہیے،" سارہ نے استانی جی کی بات سننے کے بعد خود سے کہا۔

استانی جی نے اعلان کیا کہ اسکول اگلے ہفتے سائنس کی نمائش منعقد کرنے جا رہا ہے اور لڑکیاں اپنے پروجیکٹس پر ٹیم کی شکل میں کام کریں گی۔ انہوں نے پوری کلاس کو مختلف پروجیکٹ تفویض کیے۔ کوئی بھی زرکا کے ساتھ ٹیم نہیں بنانا چاہتا تھا کیونکہ ان کا خیال تھا کہ وہ اپنی معذوری کی وجہ سے کوئی اچھی مددگار ثابت نہیں ہو گی۔ لیکن سارہ نے خوشی خوشی زرکا کو اپنا پروجیکٹ پارٹنر بنالیا۔ زرکا کو سائنس میں گہری دلچسپی تھی۔ وہ ناقابل یقین خیالات رکھتی تھی۔ اُس نے اس بات کو یقینی بنایا کہ ان کا پروجیکٹ شاندار ہو۔ دونوں لڑکیوں نے تندہی سے کام کیا اور اپنے پروجیکٹ کے لیے ایک حیرت انگیز چیز بنائی۔

نمائش کے دن، اپنا کام پیش کرتے ہوئے، ہر ایک کو جیتنے کا یقین تھا۔ سارہ اور زرکا کو پہلا انعام ملا۔ ان کے پراجیکٹ کو نہ صرف ان کے اساتذہ نے سراہا بلکہ ایک بین الاقوامی نمائش کے لیے بھی منتخب کر لیا گیا۔ زرکا کو مہمان خصوصی کی طرف سے سب سے بڑھ تخلیقی منصوبہ ساز (Most Innovative Planning) کا ایوارڈ ملا۔ لڑکیاں اپنے رویے پر پشیمان تھیں۔ اب وہ اس سے دوستی کرنا چاہتی ہیں۔

زرکا نے اپنی معذوری کو اپنے خوابوں اور ان چیزوں کی راہ میں حائل نہیں ہونے دیا جو وہ حاصل کرنا چاہتی تھیں۔ وہ اندر سے بھی مضبوط تھی کیونکہ اس نے اپنی معذوری کو قبول کر لیا تھا اور وہ جانتی تھی کہ شاید وہ دوسروں کی طرح کام نہیں کر سکتی۔ وہ نہ صرف زندگی کے ہر چیلنج کا سامنا کرنے کے لیے تیار تھی بلکہ دوسروں کی مدد کرنے کے لیے بھی تیار تھی۔

اللہ تعالیٰ نے ہر ایک کو کچھ منفرد خصوصیات کے ساتھ پیدا کیا ہے۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم معاشرے میں اہم کردار ادا کرنے کے لیے اپنی چھپی ہوئی صلاحیتوں کو تلاش کریں۔

باب ۶: ابتدائی طبّی امداد، ہر ایک کے لیے اور ہر جگہ

اتوار کی دوپہر تھی۔ ہارون اپنی دادی اماں کے ساتھ گھر پر تھا جبکہ اس کے والدین دونوں گھر سے باہر تھے۔ ہارون اپنے کمرے میں ہوم ورک کر رہا تھا جب کہ دادی اماں اوپر تھیں۔ اس لمحے ہارون نے سیڑھیوں سے ایک زوردار آواز سنی۔ وہ جلدی سے یہ دیکھنے کے لیے بھاگا کہ کیا ہوا ہے، اور اس نے دیکھا کہ اس کی دادی اماں سیڑھیوں سے نیچے گر گئی ہیں۔

ہارون کو حال ہی میں اسکول میں ابتدائی طبی امداد کے بارے میں معلوم ہوا تھا، اور وہ اپنے آپ پر بہت فخر تھا کہ وہ ابتدائی طبی امداد دینے کے بارے میں جانتا ہے اور اسے یہ بھی معلوم ہے کہ ایک زخمی شخص کی دیکھ بھال کیسے کی جاتی ہے۔

"دادی اماں، فکر نہ کریں، میں جانتا ہوں کیا کرنا ہے" ہارون نے اعتماد سے کہا۔ اس نے فوراً ایمبولینس منگوائی اور اپنے والدین کو بھی فون کیا۔ پھر وہ ابتدائی طبی امداد دینے کے لیے اپنی دادی اماں کے پاس گیا۔ ہارون نے آہستہ سے اپنی دادی اماں کا سر اٹھایا اور اس کے نیچے تکیہ رکھا تاکہ مزید کوئی چوٹ نہ آئے۔ اس کے بعد اس نے ٹوٹی ہوئی ہڈیوں کی جانچ کی اور دادی اماں کے سوجے ہوئے ٹخنے پر آئس پیک لگایا۔ اس نے سوجن کو کم کرنے کے لیے ان کی ٹانگ بھی تھوڑی سی اوپر اٹھائی۔

"اوہ، میرے پیارے، تم بہت بہادر ہو،" اس کی دادی اماں نے درد سے کراہتے ہوئے کہا۔

ہارون خاموش رہا اور ایمبولینس کے آنے تک ان کے ساتھ رہا۔ پیرامیڈیکس یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ ہارون نے اپنی دادی اماں کی کتنی اچھی دیکھ بھال کی ہے۔ دادی امّاں کو ہسپتال لے جایا گیا۔ ہارون کے والدین بھی وہاں پہنچ گئے۔ ڈاکٹروں نے انہیں بتایا کہ ان کے بیٹے کی فوری ابتدائی طبّی امداد کے علم نے اس کی دادی اماں کو مزید چوٹ سے بچا لیا ہے۔ دادی اماں کی دائیں ٹانگ میں فریکچر تھا۔ ڈاکٹروں نے ان کی ٹوٹی ہوئی ٹانگ پر پٹی باندھ دی۔ وہ جلد ہی صحت یاب ہو گئیں۔

ہارون اپنے خاندان میں ایک چھوٹے ہیرو کے طور پر جانا جانے لگا۔ اسے اس بات پر فخر ہے کہ اس نے اپنی دادی امّاں کی مدد کرنے کے لیے اسکول میں سیکھے ہوئے ابتدائی طبّی امداد کے اسباق کو عملی زندگی میں لاگو کیا۔ خاص طور پر جب اس کی دادی اماں کو اس مدد کی اشد ضرورت تھی۔"

واہ، ہارون، تم نے بہت اچھا کام کیا،" امّی جان نے اسے گلے لگاتے ہوئے کہا.

" مجھے تم پر بہت فخر ہے،" اس کی دادی نے اس کا ہاتھ مضبوطی سے پکڑتے ہوئے کہا۔

ہارون زندگی بچانے کی مہارتوں کی اہمیت کے بارے میں شعور اجاگر کرنا چاہتا ہے۔ اس نے اپنے خاندان اور ہم جماعتوں میں فرسٹ ایڈ کے بارے میں ایک پوسٹر تقسیم کیا۔